سورة یونس

Chapter 10 — Jonah, the prophet

آیات 109

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو سنورنے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (وہ یہ آگاہی دے رہا ہے کہ)!

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ①

1-ال ر یعنی اللہ علیم ورحیم یعنی اللہ وہ جو لامحدود علم کا مالک ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (یہ اس کا ارشاد ہے کہ)! یہ اُس نازل کردہ ضابطہء حیات کے احکام و قوانین ہیں جو حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والا ہے۔

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ②

2-(لیکن) کیا نوعِ انسان کو اس پر تعجب ہو رہا ہے کہ ہم نے انہی میں سے ایک شخص کی طرف اپنی وحی بھیجی ہے تا کہ یہ انسانوں کو اس بات سے آگاہ کر دے کہ غلط راستے کیا ہوتے ہیں اور ان پر چلنے کا انجام کس قدر خوف ناک ہوتا ہے اور جو لوگ ایمان لانے والے ہیں انہیں یہ خوشخبری دے دے کہ زندگی کی خوشگواریاں اور سرفرازیاں کیسے حاصل ہوتی ہیں اور ان کو پا لینے کا انجام کتنا حسین اور اطمنان بخش ہوتا ہے (اور انہیں یہ آگاہی دے دے کہ اگر وہ اسی درست راہ پر چلتے رہے) تو ان کے نشو و نما دینے والے کے نزدیک ان کا مقام حقیقی (عزت و شرف کا باعث ہوگا۔ چنانچہ یہ ہے وہ بات جس پر) کافروں نے کہا! کہ یقیناً یہ شخص کُھلا جادوگر ہے (کیونکہ لوگ تو اس کے پیغام کی طرف دوڑے چلے آرہے ہیں)۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ③

3-(حالانکہ اگر یہ لوگ رسولؐ کو جادوگر کہنے کی بجائے اپنی عقل و بصیرت کو استعمال کر کے وحی کے مقصد پر غور کرتے تو یہ آگے سے آگے آگاہی حاصل کرتے جاتے کیونکہ) تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ تمہارا نشو و نما دینے والا وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ ادوار کے مراحل میں سے گزارتے ہوئے توازن و تناسب کے پیمانے کے مطابق وجود

المنزل 3 — وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

پذیر کیا اور پھر ضابطے وقوانین رکھنے والی قوت پر اٹل قائم کر دیا کیونکہ وہی ہر کام کے طریقے طے کرنے والا ہے۔ (اس قدر لامحدود طاقت واختیار میں کون مداخلت کرسکتا ہے۔ اس لئے) سوائے اس کی اجازت کے کوئی کسی کا ساتھ دینے کے لئے کسی کے ساتھ کھڑا نہیں ہوسکتا۔ یہ ہے وہ اللہ جو تمہاری نشو ونما کرنے والا ہے۔ لہٰذا، اسی کی پرستش و اطاعت اختیار کرلو۔ اس لئے (اے اہلِ کُفر سوال کروا پنے آپ سے کہ) تم کیوں سبق آموز آگاہی حاصل نہیں کرتے ہو؟

اِلَيۡهِ مَرۡجِعُكُمۡ جَمِيۡعًا‌ ؕ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقًّا‌ ؕ اِنَّهٗ يَبۡدَؤُا الۡخَـلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ لِيَجۡزِىَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالۡقِسۡطِ‌ ؕ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَهُمۡ شَرَابٌ مِّنۡ حَمِيۡمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيۡمٌۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ‏ ﴿۴﴾

4-(بہر حال، جب تم اللہ کی سچائیوں کا ذکر کرتے ہو تو اس سچائی پر بھی غور وفکر کرو کہ) یہ اللہ کا وعدہ ہے جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ تم سب اسی کی طرف چلتے جا رہے ہو۔ اور اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ وہی پہلی بار تناسب و توازن کے مطابق وجود پذیر کرتا ہے اور پھر (کسی کے مرنے کے بعد) اس کو دوبارا اسی حالت میں لے آئے گا تاکہ وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور سنورنے سنوارنے کے کام کرتے رہے تو انہیں پورے انصاف کے ساتھ صلہ عطا کرے اور وہ لوگ جنہوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین سے انکار کر کے سرکشی اختیار کرلی تو انہیں پینے کے لئے کھولتا ہوا پانی ملے گا اور انہیں عذابِ الیم کا سامنا کرنا پڑے گا اس وجہ سے کہ وہ کفر کیا کرتے تھے (یعنی وہ نازل کردہ سچائیوں کا انکار کیا کرتے تھے)۔

هُوَ الَّذِىۡ جَعَلَ الشَّمۡسَ ضِيَآءً وَّالۡقَمَرَ نُوۡرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ السِّنِيۡنَ وَالۡحِسَابَ‌ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰ لِكَ اِلَّا بِالۡحَـقِّ‌ ۚ يُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ‏ ﴿۵﴾

5-(یہ ہے اللہ جو سارے جزا اور سزا کے نظام کا مالک ہے اور یہ) وہی ہے جس نے سورج کو ایسا بنایا کہ اس سے روشنی پھوٹتی ہے اور چاند کو تابناک کر دیا اور ان کے لئے منزلوں کے پیمانے مقرر کر دیے تاکہ تم ان سے نہ صرف سالوں کی گنتی کا بلکہ ان کے حساب کا بھی علم حاصل کرسکو اور اللہ نے انہیں واقعی ایک حقیقت کے طور پر درست توازن وتناسب کے پیمانے کے مطابق وجود پذیر کیا ہے۔ (بہر حال اللہ نے) اُس قوم کے لئے جو علم سے کام لیتی ہے اپنی سچائیوں اور احکام وقوانین کو تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

(نوٹ: اِس آیت سے یہ آگاہی ملتی ہے کہ سُورج یا چاند کے حساب سے کیلنڈر بنائے جاسکتے ہیں اور اُنہیں معاملات کے تقاضوں کے مطابق استعمال میں لایا جاسکتا ہے یعنی شمسی یا قمری دونوں اِسلامی کیلنڈر رہیں)۔

اِنَّ فِی اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّہَارِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَّقُوۡنَ ﴿۶﴾

6- یہ بھی حقیقت ہے کہ رات اور دن کے بدلتے رہنے میں اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ تخلیق کیا گیا ہے وہ اُس قوم کو سچائیوں اور قوانین کی آگاہی دیتے ہیں جو تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین کو اختیار کیے رکھتی ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ لَا یَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا وَ رَضُوۡا بِالۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ اطۡمَاَنُّوۡا بِہَا وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنۡ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوۡنَ ﴿۷﴾

7- یہ بھی حقیقت ہے کہ جو لوگ ہم سے ملاقات کی امید ہی نہیں رکھتے اور وہ دنیا کی زندگی پر ہی راضی و مطمئن ہو کر رہ جاتے ہیں اور وہ لوگ جو ہماری سچائیوں واحکام وقوانین سے لاپروا اور بے خبر رہتے ہیں (تو ان کے نتائج ان کے سامنے آکر رہیں گے)۔

اُولٰٓئِکَ مَاۡوٰىہُمُ النَّارُ بِمَا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ ﴿۸﴾

8- (کیونکہ) یہ وہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ (دوزخ کی) آگ ہے اور یہ نتیجہ ہے ان کے ان کاموں کا جو وہ کرتے رہے ہیں۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَہۡدِیۡہِمۡ رَبُّہُمۡ بِاِیۡمَانِہِمۡ ۚ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہِمُ الۡاَنۡہٰرُ فِیۡ جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ ﴿۹﴾

9- یہ بھی حقیقت ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور سنور نے سنوارنے کی تگ و دو کرتے رہے تو ان کا نشوونما دینے والا انہیں ان کے ایمان کی وجہ سے ایسی درست وروشن راہ دکھا دیتا ہے جو اطمنان بھری منزل کو جاتی ہے اور انہیں ایسی جنتوں میں رکھے گا جو آسودگیوں اور راحتوں سے لبریز ہوں گی اور جن کے نیچے شفاف پانیوں کی ندیاں رواں ہوں گی۔

ع 1 10 6

دَعۡوٰىہُمۡ فِیۡہَا سُبۡحٰنَکَ اللّٰہُمَّ وَ تَحِیَّتُہُمۡ فِیۡہَا سَلٰمٌ ۚ وَ اٰخِرُ دَعۡوٰىہُمۡ اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۰﴾

10- (اور ان جنتوں) میں ان کی صدائیں اٹھ رہی ہوں گی! کہ اے اللہ! بس تو ہی ہر نقص اور ہر خطا سے پاک ہے۔ اور (اے پروردگار! ان میں) ہماری زندگی کو سلامتی کی حالت میں رکھنا۔ اور ان کی ہر دُعا اس پر ختم ہو گی کہ! اے اللہ! تیری عظمت و برتری کا اعتراف کرتے ہوئے ہم تیری تحسین وستائش کرتے ہیں کہ تیرے سارے ہی جہان علم دینے والے ہیں جن کی نشوونما کرتے ہوئے تو انہیں ان کے کمال کی جانب لئے جا رہا ہے۔

وَ لَوۡ یُعَجِّلُ اللّٰہُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسۡتِعۡجَالَہُمۡ بِالۡخَیۡرِ لَقُضِیَ اِلَیۡہِمۡ اَجَلُہُمۡ ؕ فَنَذَرُ الَّذِیۡنَ لَا یَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا فِیۡ طُغۡیَانِہِمۡ یَعۡمَہُوۡنَ ﴿۱۱﴾

11- اور (اب ذرا اس بات پر غور کرو کہ) جس طرح انسان اپنا فائدہ حاصل کرنے کے لئے جلد بازی سے کام لیتا ہے اگر اللہ بھی اسی طرح نقصان پہنچانے میں جلدی کرتا تو بلاشبہ (ان لوگوں کا جو غلط راستوں پر چل رہے ہیں) کبھی کا وقت

پورا ہو چکا ہوتا۔ چنانچہ ہم ان لوگوں کو جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے انہیں ہم ان کی سرکشی میں چھوڑ دیتے ہیں تا کہ وہ اس میں حیران وسرگرداں پھرتے رہیں۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢﴾

12-اور (روّیہ تو یہ ہوتا ہے) کہ جب انسان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ ہر کروٹ، کھڑے، بیٹھے یا لیٹے ہمیں پکارتا ہے، لیکن جب ہم اس سے وہ تکلیف دُور کر دیتے ہیں تو وہ اس طرح (منہ موڑ کر) چل دیتا ہے گویا اس نے ہمیں اپنی مصیبت میں کبھی پکارا ہی نہیں تھا (اور اس کے بعد وہ پھر اسی غلط راستے پر چلنے لگ جاتا ہے)۔ بہر حال، جو لوگ (ہمارے احکام و قوانین) کی حدوں سے باہر نکل جاتے ہیں تو ان کے کام ان کے لئے حسین وخوشنما بنا دیے جاتے ہیں جو وہ کر رہے ہوتے ہیں۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٣﴾

13-اور یہ حقیقت ہے کہ ہم نے تم سے پہلے بہت سی قوموں کو تباہ کر دیا جب وہ دوسروں کے حقوق کم کر کے یا ان سے انکار کر کے زیادتی وبے انصافی کیا کرتی تھیں اور ان کے رسول ان کی طرف واضح دلائل واحکام لے کر آتے تھے مگر وہ انہیں تسلیم کرنے سے انکار کئے رکھتے تھے (اور وہ تباہ ہو گئے)۔ ہم اسی طرح مجرموں کی قوم کو سزا دیا کرتے ہیں۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٤﴾

14-پھر ہم نے تمہیں ان کے بعد زمین میں ان کا جانشین بنایا تا کہ یہ دیکھا جائے کہ تم کس قسم کے کام کرتے ہو۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۭ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٥﴾

15-اور جب ان کے سامنے ہمارے واضح دلائل اور احکام وقوانین پیش کیے جاتے ہیں تو وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے تو وہ کہتے ہیں! کہ یا تو اس قرآن کے علاوہ کچھ اور لے کر آؤ یا پھر اس میں ردوبدل کر دو۔ (اے رسولؐ! ان سے) کہہ دو! کہ یہ میرے اختیار میں نہیں کہ میں اس میں ردوبدل کروں۔ میں تو صرف اس کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے کیونکہ میں اس بات سے خوف زدہ ہوں کہ اگر اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں گا تو اس عظیم دن کے عذاب (کی گرفت میں آجاؤں گا جب اعمال کی جوابدہی ہوگی)۔

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ڮ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٦﴾

16-(اور ان سے یہ بھی) کہہ دو! کہ اگر یہ اللہ کی مرضی نہ ہوتی تو میں یہ (قرآن) تمہارے سامنے پیش ہی نہ کرتا اور نہ ہی وہ اس کے متعلق تمہیں خبر ہونے دیتا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ میں اس (قرآن کے نازل ہونے) سے پہلے تمہارے درمیان اک عمر گذار چکا ہوں۔ مگر پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے (کہ تمہارے سامنے میری ساری زندگی کس بات کی شہادت دیتی ہے جھوٹا ہونے کی یا سچا ہونے کی؟ لہٰذا، فیصلہ بھی تم اسی شہادت کی بنیاد پر کرو)۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾

17-چنانچہ (اس کے بعد تم اس حقیقت پر غور کرو کہ) جو شخص اپنی طرف سے باتیں گھڑ کر اس جھوٹ کو اللہ سے منسوب کر دے یا اس کی آیتوں کو جھٹلا دے تو اُس سے بڑھ کر اور کون ظالم ہوگا۔ اور اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ! (اس طرح کے) مجرم لوگ کامیابی و کامرانی حاصل نہیں کر سکیں گے (اور انہیں نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا)۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾

18-اور (ان کا اپنا حال تو یہ ہے کہ یہ لوگ) اللہ کو چھوڑ کر (ایسی چیزوں کی) پرستش و اطاعت کرتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکتی ہیں اور نہ نفع پہنچا سکتی ہیں۔ اور کہتے ہیں! کہ یہ سب (ہمارے معبود) اللہ کے سامنے ہماری مدد کے لئے ہمارے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ ان سے کہو! کہ کیا تم اللہ کو ان کے ذریعے مطلع کرنا چاہتے ہو جیسے کہ وہ نہیں جانتا کہ آسمانوں میں یا زمین میں کیا ہے۔ حالانکہ اللہ تو اس سے بہت بلند ہے (کہ وہ کوئی خبر لینے کے لئے کسی کا محتاج ہو) اور وہ ان سے بہت ہی اعلیٰ ہے جنہیں تم اللہ جیسا جان کر اللہ کے اختیارات میں شریک کرتے ہو۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾

19-اور (آخر تم شرک کا یہ اختلاف ختم کر کے ایک اللہ کی طرف کیوں نہیں آ جاتے کیونکہ انسان جس قدر شرک سے نکل کر ایک اللہ کے احکام و قوانین کی طرف آئے گا اسی قدر اس کے اختلافات ختم ہوتے جائیں گے۔ اس کے لئے انہیں اس حقیقت پر غور کرنا چاہیے کہ ابتداء میں) تمام انسان ایک ہی امت تھے پھر انہوں نے اختلاف (کا راستہ اختیار کیا اور ایک دوسرے کی تباہی کا باعث بن گئے۔ مگر اس سلسلے میں) اگر تمہارے پروردگار نے پہلے سے یہ بات طے نہ کی ہوتی (کہ یہ اپنے اختلافات وحی کی روشنی میں خود مٹائیں گے) تو ان کے درمیان اس چیز کے بارے میں (یعنی شرک کے بارے میں) جس کی وجہ سے وہ اختلاف کر رہے تھے کا فیصلہ کر دیا جاتا (اور ان کا نام و نشان مٹ جاتا)۔

ع 2 10 7

وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۰﴾

20-اور (یہ تو رہی ان کی اختلافات کو سلجھانے یا نہ سلجھانے کی آزمائش لیکن جس وحی کی روشنی میں یہ کامیاب ہو سکتے ہیں اس کے بارے میں بھی ان کا رویہ یہ ہے کہ بجائے اسے تسلیم کرنے کے) وہ تقاضا کرتے ہیں کہ (اس رسولؐ) پر اس کے پروردگار نے کوئی ایسی نشانی کیوں نہیں نازل کی (جسے دیکھ کر ہم فوراً اسے رسول تسلیم کر لیتے۔ مگر اے رسولؐ ان سے) بس یہ کہو! کہ وہ تمام حقائق جنہیں انسانی عقل نہیں جان سکتی (غیب) وہ صرف اللہ جانتا ہے۔ لہٰذا تم بھی انتظار کرو اور یقیناً میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں (یعنی وحی جو اللہ کی نشانی ہے اگر تم اس سے راہِ راست پر نہیں آسکتے تو پھر تمہارے اعمال کے نتائج ہی ایسی نشانی بن کر آئیں گے جس پر تم کہو گے کہ اللہ سچ کہتا تھا مگر اس وقت کچھ فائدہ نہ ہوگا 10/90,91,92)۔

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِىْٓ اٰيَاتِنَا ۭ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ۭ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۱﴾

21-اور (شرک تو یہ کچھ کرواتا ہے کہ) جب ہم انسانوں کو ان کی کسی مصیبت کے بعد اپنی رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو وہ فوراً ہمارے احکام و قوانین سے بچنے کی تدبیریں کرنے لگ جاتے ہیں (مگر تم ان سے) کہہ دو! کہ اللہ تدبیر سازی میں تم سے بہت بہتر ہے۔ اور اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) تمہاری ہر تدبیر کو لکھتے جا رہے ہیں (جن کے نتائج کا سامنا تمہیں کرنا پڑے گا)۔

هُوَ الَّذِىْ يُسَيِّرُكُمْ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِى الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَىِٕنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۲۲﴾

22-(ایسی تدبیریں کرنے والوں کی حالت دیکھنی ہو تو سفر کے دوران دیکھو اور ان سے کہو کہ) وہ اللہ ہی ہے جو تمہیں خشکیوں اور پانیوں میں سفر کرواتا ہے۔ اور پھر جب تم کشتیوں میں (سوار) ہوتے ہو اور ہوا موافق ہو تو بہت خوش ہوتے ہو۔ لیکن جب بادِ مخالف کا تند و تیز جھکڑ آلیتا ہے اور ہر طرف سے انہیں (طوفانی) موجیں آگھیرتی ہیں اور وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ وہ ان میں گھر کر رہ گئے ہیں تو پھر اللہ سے اس طرح دعائیں مانگنے لگ جاتے ہیں کہ گویا اس کے دین کے خالص (اطاعت گزار) یہی ہیں (اور یوں عاجز ہو کر التجائیں کرتے ہیں کہ اے اللہ!) اگر تو ہمیں اس (مصیبت) سے نجات دے گا تو ہم ان میں شامل ہو جائیں گے جو تیرا شکر کرتے رہتے ہیں۔

فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾

23- لیکن جب انہیں نجات مل جاتی ہے تو پھر یہ فوراً زمین میں ناحق سرکشی پر اتر آتے ہیں۔ (مگر اے رسولؐ! یہ اعلان کر دو کہ) اے نوع انسان! (اگر تم اس طرح سرکشی جاری رکھو گے تو یہ) سرکشی و بغاوت تمہاری اپنی ذات کے ہی خلاف ہو گی۔ اگرچہ اس سے تمہیں دنیاوی زندگی کے فائدے حاصل ہو جائیں گے لیکن آخرِ کار تمہیں لوٹ کر ہماری طرف ہی آنا ہے۔ اس وقت ہم تمہیں بتا دیں گے کہ تم کیا کچھ کرتے رہے ہو۔

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ ۙ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾

24- حقیقت میں دنیا کی زندگی کی مثال تو اس پانی جیسی ہے جسے ہم نے آسمان سے نازل کیا اور زمین کی روئیدگی (زندگی کو نشو و نما دینے والے اس سامان) سے مل گئی جو انسانوں کے لئے اور سبزی خور جانوروں کے لئے خوراک کا کام دیتی ہے یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا بناؤ سنگار اور حسن و روپ پہن لیا (یعنی جب فصلیں پک گئیں، پھل اور پھول تیار ہو گئے) اور (فصلوں والے) لوگوں نے سمجھ لیا کہ اب وہ اپنی (فصلوں) پر قادر ہیں تو رات کو یا دن کو کسی وقت (ان تمام فصلوں کو تباہ کرنے کے لئے) ان پر ہمارا حکم طاری ہو گیا۔ (تب وہ لہلہاتی فصلیں یوں) کٹی ہوئی (کھیتی کی طرح) ہو گئیں گویا کل ان کا نام و نشان تک بھی نہ تھا۔ چنانچہ ہم اس طرح (اس قسم کی مثالوں سے) اپنے احکام و قوانین کی وضاحت ایسی قوم کی خاطر کر دیتے ہیں جو غور و فکر سے کام لینے والی ہوتی ہے۔

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾

25- (اس لئے یاد رکھو! کہ صرف دنیاوی فائدوں کے لئے تگ و دو کرنا لگتا تو خوشنما ہے لیکن آخرِ کار یہ بے اطمنانیوں اور تباہیوں کی طرف دھکیلتا ہے۔ اس کے برعکس) اللہ تمہیں دارالسلام کی طرف دعوت دیتا ہے (یعنی ایسا گھر جو تمام مصیبتوں اور آفتوں سے محفوظ ہونے کی بنا پر آسودگیوں اور راحتوں سے لبریز ہو مگر اس ٹھکانے کو حاصل کرنے کے لئے) اللہ جس کے لئے مناسب سمجھتا ہے اس کی صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کر دیتا ہے (مگر یہ رہنمائی وہ اپنے اس قانون کے تحت کرتا ہے کہ "اللہ سلامتی کی راہوں کی اسے ہدایت دیتا ہے جو اس کی مرضی کے تابع ہو جائے، 5/16 کیونکہ جو اللہ کے احکام کو نہیں مانتے تو اللہ انہیں ہدایت نہیں دیتا، 16/104 اور اُنہیں اُن کی سرکشی میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیتا ہے

اور اُن کے کاموں کو اُن کے لئے خوشنما بنا دیتا ہے، 10/11-12)۔

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ۭ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٦﴾

26-(اور یہ جو دارالسلام والے ہوتے ہیں تو ان کی پہچان یہ ہے کہ) یہ لوگ حقیقی ضرورت مندوں کو عدل سے بڑھ کر دینے والے اور زندگی میں حسن وتوازن پیدا کرنے والے ہوتے ہیں۔ (اور اس کے بدلے میں ان کو بھی جو ملے گا) وہ عدل سے بڑھ کر ملے گا اور حسین خوشگواریاں اور راحتیں میسر آئیں گی بلکہ اس سے بھی زیادہ ملے گا۔ اور ان کے چہروں کو (شرمندگی) کی سیاہی اور ذلت نے ڈھانکا ہوا نہیں ہوگا۔ چنانچہ یہ تو وہ لوگ ہیں جو اہلِ جنت ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَاۗءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٧﴾

27-اور (ان کے برعکس) وہ لوگ جو برائیاں کماتے ہیں (یعنی عدل نہیں کرتے اور عدل سے کم دیتے ہیں اور زندگی کے حسن وتوازن کو بگاڑ کر خرابیاں پیدا کرتے ہیں تو) ان کا صلہ بھی انہیں ویسی ہی مصیبتوں وخرابیوں کی مثل میسر آئے گا اور ان پر ذلت ورسوائی چھا جائے گی اور پھر کوئی بھی انہیں اللہ سے نہیں بچا سکے گا۔ اور ان کے چہروں پر یوں تاریکی چھا رہی ہوگی جیسے سیاہ رات کے ٹکڑے ان پر ڈالے جا رہے ہیں۔ یہ ہیں وہ لوگ جو (دوزخ) کی آگ میں رہنے والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَاۗؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاۗؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٢٨﴾

28-اور جب ہم ان سب کو جمع کریں گے تو جو لوگ شرک کرتے تھے ان سے کہیں گے! کہ تم اور جنہیں تم ہمارے اختیارات واقتدار میں شریک ٹھہراتے تھے (سب) اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ اور پھر انہیں الگ الگ کر دیا جائے گا۔ (پھر اس پر جن کو) اللہ کا شریک ٹھہرایا گیا ہوا تھا وہ مشرکوں سے کہیں گے! کہ یہ غلط ہے (کہ تم ہمارے کہنے پر) ہماری عبادت کیا کرتے تھے۔

فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿٢٩﴾

29-لہٰذا (وہ کہیں گے کہ) اس کے لئے ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان (فیصلہ کرنے کے لئے) اللہ کی شہادت

ہی کافی ہے اور ہمیں قطعاً علم نہیں تھا کہ تم ہماری پرستش واطاعت کیا کرتے تھے (چہ جائیکہ ہم نے تم سے کہا ہو کہ تم ہماری پرستش کرو)۔

النصف

هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾

ع 3 10 8

30-(غرضیکہ) ہر شخص نے جو کچھ پہلے کیا ہوگا وہاں وہ نکھر کر سامنے آجائے گا اور وہ (اعمال) اللہ کی طرف لوٹا دیے جائیں گے کیونکہ وہی حقیقی مالک وسرپرست ہے (جو سزا وجزا کے پیمانے اور میزان کی ملکیت رکھنے والا ہے)۔ اور سارے جھوٹ جو انہوں نے گھڑ کر اللہ سے منسوب کر رکھے تھے وہ رائیگاں چلے جائیں گے (اور یوں انہیں واضع اور شفاف نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا)۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾

31-(لہٰذا، اے رسولؐ! انہیں تنبیہ کرو تاکہ یہ خوفناک نتائج سے بچ جائیں اور انہیں دلائل دو اور) پوچھو! کہ وہ کون ہے جو تمہیں آسمان سے اور زمین سے زندگی کی نشوونما کا سامان فراہم کرتا ہے اور وہ کون ہے جس کے قبضے میں (تمہارے علم کے ذرائع جیسے کہ) سماعت اور بصارت ہیں اور وہ کون ہے جو زندگی نہ رکھنے والی اشیاء سے زندگی ظاہر کر دیتا ہے اور زندہ چیزوں سے مُردہ اشیاء نکالتا رہتا ہے اور وہ کون ہے جو (ساری کائنات) کے نظم ونسق کو چلا رہا ہے تو وہ جواب دیں گے! (کہ یہ سب کچھ کرنے والا) اللہ ہے۔ تب ان سے پوچھو! (کہ اگر تم اس کا اعتراف کرتے ہو تو پھر) تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین کو کیوں اختیار نہیں کرتے ہو؟

فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ښ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾

32-اس لئے (یاد رکھو کہ) یہی اللہ تمہارا حقیقی نشوونما دینے والا ہے۔ (چنانچہ غور کرو اور سوچو کہ) ایسی سچائی کے بعد پھر کیا رہ جاتا ہے کہ تم گمراہی میں مبتلا رہو۔ لہٰذا، (پوچھو اپنے آپ سے کہ) تم کدھر کو پھرے جا رہے ہو۔

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّھُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾

33-(اب اگر یہ لوگ اس قدر واضع دلائل کے باوجود بھی نازل کردہ احکام وقوانین کو تسلیم نہیں کرتے تو پھر جان لو کہ) تمہارے نشوونما دینے والے کا یہ قانون سچ ثابت ہو گیا کہ جو لوگ نشوونما دینے والے احکام وقوانین کی حفاظت سے نکل کر بے اطمینانی اور خرابیاں پیدا کرنے والا راستہ اختیار کر لیتے ہیں تو وہ (حقیقت میں) نازل کردہ سچائیوں واحکام و قوانین کو تسلیم کرنے والے نہیں ہوا کرتے۔

قُلۡ هَلۡ مِنۡ شُرَكَآئِكُمۡ مَّنۡ يَّبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ فَاَنّٰى تُؤۡفَكُوۡنَ ﴿۳۴﴾

34-(اوران سے یہ بھی) پوچھو! کہ جن کوتم اللہ جیسا مان کراس کے اختیارات میں شریک ٹھہراتے ہوتو کیاان میں کوئی ایسا ہے جوتخلیق کی ابتداء کرے (اوراس کے مرنے کے بعد) ایک بار پھراسے لوٹا سکے۔ (لہٰذا، انہیں) آگاہ کردو! کہ اللہ ہی تخلیق کی ابتداء کرتا ہے (اوراس تخلیق کے بعد) ایک بار پھروہی لوٹانے والا ہے۔ (چنانچہ جب حقیقت یہ ہے تو ان لوگوں کواپنے آپ سے پوچھنا چاہیے کہ) پھرتم کہاں بھٹکتے پھرتے ہو؟

قُلۡ هَلۡ مِنۡ شُرَكَآئِكُمۡ مَّنۡ يَّهۡدِىۡۤ اِلَى الۡحَـقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهۡدِىۡ لِلۡحَـقِّ ؕ اَفَمَنۡ يَّهۡدِىۡۤ اِلَى الۡحَـقِّ اَحَقُّ اَنۡ يُّتَّبَعَ اَمَّنۡ لَّا يَهِدِّىۡۤ اِلَّاۤ اَنۡ يُّهۡدٰى ۚ فَمَا لَـكُمۡ ۚ كَيۡفَ تَحۡكُمُوۡنَ ﴿۳۵﴾

35-(اوران سے یہ بھی) پوچھو! کہ جن کوتم اللہ جیسا مان کراس کے اختیارات میں شریک سمجھتے ہوتو کیاان میں کوئی ایسا ہے جوایسی سچائیوں کی طرف رہنمائی کرسکے (جن کی رہنمائی اللہ نے نہ کی ہو۔اے رسولؐ! انہیں) آگاہ کردو! کہ حقیقتوں وصداقتوں کے لئے رہنمائی صرف اللہ ہی کرسکتا ہے۔لہٰذا (ان سے پوچھو کہ) کیا جوکوئی حقیقتوں اورصداقتوں کی طرف رہنمائی کرے وہ زیادہ اطاعت کا حقدار ہے یاوہ جسے خودہی درست راہ کاعلم نہیں اوررہنمائی کے لئے دوسروں کامحتاج ہو۔چنانچہ (سوچواورغورکروکہ) تمہیں کیاہوگیاہے (کہ ایسے واضع حقائق کے بعدبھی) تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟

(**نوٹ**: حق۔اس لفظ کامادہ (ح۔ق۔ق) ہے۔اس کا بنیادی مطلب ہے ''کسی چیز کااس طرح موجودیاواقع اورثابت ہوجانا کہ اس کے واقع ہونے یاثابت ہونے سے انکارنہ کیاجاسکے یعنی ٹھوس حقیقت یاسچائی یاصداقت۔تحقیق بھی لفظ حق سے نکلا ہے جس کے بنیادی معنی ہیں ''کپڑے کونہایت مضبوط کرکے بننا''یعنی کپڑے کی ایک ایک تارثابت کرتی ہے کہ وہ ٹھوس حقیقت ہے اوروہاں اس کی ضرورت ہے جس کی وجہ سے کپڑااپنے حسن وتوازن میں قائم ہے۔حق کے دوسرے معنی یہ ہیں: کسی چیز کاعلم و عقل،عدل وانصاف اورواقعات کےعین مطابق ہونا۔لہٰذا، ناقابلِ تردیدسچائیاں،حقیقتیں وصداقتیں حق کہلاتی ہیں۔اس لئے اپنے اپنے مقامات پر،اللہ اوراللہ کی نازل کردہ سچائیاں اوراحکام وقوانین،دین،قرآن،رسول سب کےسب حق کہلاتے ہیں۔ حق کا مطلب واجب ہونا۔صحیح ہونا۔درست ہونا بھی ہے۔حق کے مقابل باطل کالفظ استعمال ہواہے یعنی حق کے الٹ جوکچھ ہے وہ باطل ہے)۔

وَمَا يَتَّبِعُ اَكۡثَرُهُمۡ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغۡنِىۡ مِنَ الۡحَـقِّ شَيۡـئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ بِمَا يَفۡعَلُوۡنَ ﴿۳۶﴾

36-اور(حقیقت یہ ہے کہ) ان میں اکثروہ ہیں جن کے پاس (حقائق کایقینی علم نہیں ہےاور) وہ قیاس آرائیوں کے پیچھے پیچھے چلتے رہتے ہیں۔حالانکہ تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ قیاس آرائی یقینی صداقت کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی اوراس میں بھی کوئی شک وشبے والی بات نہیں کہ جوکچھ وہ کرتے ہیں اللہ کواس کامکمل علم ہوتاہے۔

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾

37- بہرحال (یاد رکھو کہ) یہ ممکن ہی نہیں کہ قرآن (جیسے ضابطہء حیات) کے بارے میں جھوٹ گھڑ لیا جائے کیونکہ یہ تو سوائے اللہ کے (کوئی اور مرتب کر ہی نہیں سکتا اور جو اس کی خصوصیات ہیں وہ یہ ہیں کہ) یہ ان تمام (حقیقتوں اور صداقتوں) کو سچ کر دکھانے والا ہے جو اس سے پہلے (نازل ہوتی رہیں)۔ اور اس نظامِ حیات کی ایسی تفصیل کہ جس میں کوئی شک اور بے چینی والی بات نہیں وہ اس (اللہ) کی طرف سے ہے جس کے سارے ہی جہان علم ہی دینے والے ہیں جن کی نشوونما کرتے ہوئے وہ انہیں ان کے کمال کی طرف لئے جا رہا ہے۔

(**نوٹ**: قرآن۔ قرآن کا لفظ قراء سے نکلا ہے جس کا مادہ (ق۔ر۔أ) ہے۔ عربی میں اس کا بنیادی مطلب ہے جمع کرنا۔ اگر اسے عبرانی کا لفظ سمجھا جائے تو اس کا مطلب ہے ''اعلان کرنا'' اللہ کی طرف سے نوع انسان کی طرف قرآن کی صورت میں یہ آخری وحی ہے۔ قرآن کے نازل ہونے کا آغاز رمضان کے مہینے میں ہوا۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ محمدؐ پر پہلی وحی 12 فروری 610ء کو ہوئی۔ اُس وقت ان کی عمر تقریباً 38 سال 9 ماہ اور 20 دن تھی۔ یہ بھی قیاس کیا جاتا ہے کہ وحی 22 سال 3 ماہ اور 26 دن نازل ہوتی رہی۔ قرآن میں پہلی نازل ہونے والی سورۃ ''علق'' ہے اور آخری سورۃ میں اختلاف ہے۔ بسم اللہ کے بغیر کل آیات 6236 ہیں اور سورتوں کی تعداد 114 ہے۔ اللہ نے قرآن میں قرآن کے کچھ صفاتی نام بھی استعمال کیے ہیں جیسے کہ: الفرقان۔ النور۔ الشفا۔ العلم۔ حکمت۔ القولُ الفصل۔ البلاغ۔ الکتاب۔ الہدی۔ احسن الحدیث۔ بشرے۔ موعظہ۔ بصائر۔ البرہان۔ الرحمت۔ بیان۔ تذکرہ۔ ذکرئے۔ الروح وغیرہ۔ قرآن میں تقریباً اسی ہزار الفاظ ہیں مگر اصل الفاظ تقریباً دو ہزار ہیں جو بار بار آنے کی وجہ سے اسی ہزار کی تعداد تک پہنچ جاتے ہیں۔ قرآن کے الفاظ، آیات اور سورتوں کی ترتیب بالکل وہی ہے جو محمدؐ پر نازل کردہ آگاہی کے مطابق ہوئی۔ ہر تحقیق نے اور ہر زمانے نے یہی ثابت کیا ہے کہ قرآن کے مکمل ہونے کے بعد اس میں قطعی طور پر کسی قسم کی ذراسی بھی تبدیلی نہیں ہوئی۔ البتہ اعراب یعنی زیر۔ زبر۔ پیش وغیرہ سب سے پہلے 69ھ میں ابوالاسود دُئلی بصری نے ڈالنے کی کوشش کی اور کہا جاتا ہے کہ اعراب اسی نے ایجاد کئے کیونکہ قرآن کو حفظ کرنے والے جیسے قرآن پڑھتے تھے انہی کے مطابق اعراب تیار کئے گئے۔ بعد میں حجاج بن یوسف ثقفی کو قرآن پہ اعراب لگانے اور انہیں جانچنے کا کام سپرد ہوا جس نے تقریباً چھ ماہرین وعلماء کی مجلس کو یہ کام سپرد کیا۔ چنانچہ قرآن پر اعراب کی وجہ سے وحی کے الفاظ کے مطالب یا ہیئت میں قطعی طور پر کوئی فرق نہیں آیا اور یہ ہو بہو وہی ہے جو محمدؐ کے آخری لمحے تک محفوظ تھا۔ قرآن کی ہر سورۃ ایک باب کا درجہ رکھتی ہے۔ البتہ لفظ پارہ بعد کی ایجاد ہے اور ابتدائی دور کے بعض مسلمان علماء نے سہولت کے لئے قرآن کو تیس پاروں میں تقسیم کر لیا اور پھر یہ مسلمانوں میں رواج پا گیا۔ محمدؐ پر قرآن کا ہر لفظ ہر آیت اور ہر سورت ایسے ہی نازل ہوئی تھی جیسے کہ قرآن میں درج ہے اور نازل ہونے کے ساتھ ہی وہ اسے لکھوا دیا کرتے تھے اور حفظ کرنے والے حفظ کرتے جاتے تھے۔ قرآن میں ابدی صداقتیں،

حقیقتیں، اور سچائیاں ہیں۔ اس میں اٹل قوانین اور احکام ہیں۔ قرآن جو کچھ آگاہی فراہم کرتا ہے اس کے لئے دلائل اور مثالیں پیش کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ قرآن میں 86 سورتیں وہ ہیں جو محمدؐ پر ان کی مکہ کی زندگی میں نازل ہوئیں جنہیں مکی سورتیں کہا جاتا ہے اور 28 سورتیں وہ ہیں جو ان کی مدینہ کی زندگی میں نازل ہوئیں جنہیں مدنی سورتیں کہا جاتا ہے۔ تحقیق کرنے والوں کے نزدیک قرآن مجموعی طور پر نوع انساں کے لئے ضابطۂ حیات، ضابطۂ آئین اور ضابطۂ ہدایت ہے۔ قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ نے اپنے اوپر لے رکھا ہے، 15/9۔ بعض محققین قرآن کا مطلب ''اللہ کے پیغام کا اعلان'' سمجھتے ہیں اور بعض مفسرین قرآن کا مطلب ''نازل کردہ سورتوں یا آیات کا مجموعہ'' قرار دیتے ہیں۔ بہرحال، قرآن کا نام خود اللہ نے قرآن رکھا ہے)۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٣٨﴾

38- پھر بھی یہ لوگ کہتے ہیں! کہ یہ اپنی طرف سے گھڑ کر اللہ سے منسوب کر دیا گیا ہے۔ ان سے کہو! کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو (سارے قرآن جیسا نہ سہی بلکہ صرف) اس کی ایک سورت کی مانند بنا کر لے آؤ اور اپنی مدد کے لئے اللہ کو چھوڑ کر جس جس کو اپنی مدد کے لئے بلا سکتے ہو بلا لو۔

بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ﴿٣٩﴾

39- (اصل میں یہ لوگ کسی غور و فکر کے بعد اس الزام پر نہیں پہنچے کہ قرآن کو خود بنا لیا گیا ہے) بلکہ انہوں نے یہ اس لئے جھٹلایا ہے کہ یہ (قرآن جیسا ضابطۂ حیات ان کے) علم کے احاطے میں نہیں آ رہا تھا اور اس کی حقیقت کھل کر ان کے سامنے نہ آئی تھی۔ (مگر وحی کو جھٹلانے کی یہ بات نئی نہیں کیونکہ وحی کو تو) اُن لوگوں نے بھی اسی طرح جھٹلایا تھا جو اِن سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ (البتہ قرآن کو جھٹلانے سے پہلے ان لوگوں کو چاہیے تھا کہ) اُن لوگوں کے انجام پر تو غور کر لیتے جو (وحی کے احکام پر عمل کرنے کی بجائے اسے جھٹلا کر) زیادتی و بے انصافی کے مجرم بنتے رہے۔

وَمِنْهُم مَّن يُؤْمِنُ بِهِ وَمِنْهُم مَّن لَّا يُؤْمِنُ بِهِ ۚ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِينَ ﴿٤٠﴾ ع 4 10 9

40- اور (یہ حقیقت ہے کہ اگر انہوں نے حقائق کو پرکھنے کا وہ طریقہ اختیار کر لیا جو قرآن بتلاتا ہے یعنی یا تو نتائج کا انتظار کر لیا جائے یا جو نتائج نکل چکے ہیں ان پر غور کر لیا جائے یا سمجھنے والی دانش و احساسات سے سمجھنے کی کوشش کی جائے تو یقیناً) ان میں سے کچھ لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے اور انہی میں سے وہ لوگ (جو درست احساسات سے اسے سمجھنے کی کوشش نہیں کریں گے تو وہ) اس پر ایمان نہیں لائیں گے۔ اور تمہارا رب ایسے لوگوں کو مکمل طور پر جانتا ہے جو امن و اطمنان تباہ کر کے زندگی کے حسن و توازن کو بگاڑتے ہیں (مفسدین)۔

وَإِن كَذَّبُوكَ فَقُل لِّي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۖ أَنتُم بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٤١﴾

41-اور (اے رسولؐ! اس کے بعد بھی) اگر یہ لوگ تمہیں جھٹلاتے ہیں (اور کہتے ہیں! کہ تم یونہی ہمیں دھمکیاں دیتے ہو کہ ہمارے طریقوں کے نتائج تباہ کن نکلیں گے تو) ان سے کہو! (کہ میں تم سے بحث نہیں کرنا چاہتا) میں اپنے (نصب العین کے مطابق) کام کرتا جاتا ہوں تم اپنے (نصب العین کے مطابق) کام کرتے جاؤ۔ لہٰذا، جو کچھ میں کرتا جاتا ہوں تم اس کی ذمہ داری سے بری ہو اور جو کچھ تم کر رہے ہو اُس کی ذمہ داری سے میں بری ہوں۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾

42-اور ان میں سے بعض وہ ہیں (جو تمہاری مجلس میں) تمہاری باتوں کو سننے کے لئے آتے ہیں (مگر وہ سننے والے دل کے ساتھ تو سن ہی نہیں رہے ہوتے۔ اس لئے سوچو کہ) کیا تم ایسے بہروں کو سنا سکتے ہو جو عقل و فکر سے کام ہی نہیں لیتے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾

43-اور ان میں سے بعض ایسے ہیں (جو تمہاری مجلس میں آتے ہیں اور) تمہاری طرف دیکھتے رہتے ہیں (مگر وہ دیکھنے والے دل کے ساتھ تو تمہیں دیکھ ہی نہیں رہے ہوتے۔ اس لئے سوچو کہ) کیا تم ایسے اندھوں کو درست و روشن راہ دکھا سکتے ہو جو عقل و بصیرت سے کام نہ لیتے ہوں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۴﴾

44-(یہ ہیں ان کے روّیے اور طریقے۔ لیکن جب کوئی تباہی آتی ہے تو کہتے ہیں! کہ ہم پر یہ ظلم کیوں کیا گیا ہے۔ حالانکہ) اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ اللہ انسانوں پر ذرہ برابر بھی زیادتی و بے انصافی نہیں کرتا بلکہ انسان خود اپنے آپ کے ساتھ زیادتی و بے انصافی کرتے ہیں۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ؕ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۴۵﴾

45-اور (اس حقیقت کو یاد رکھو کہ) جس دن اللہ انہیں جمع کرے گا (تاکہ اعمال کی جوابدہی ہو تو اس وقت انہیں احساس ہوگا کہ جس مدت کو وہ طویل سمجھ بیٹھے تھے) وہ تو بس گھڑی بھر کے لئے آپس میں ایک دوسرے کی جان پہچان کو ٹھہرے تھے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ایسے لوگ (جنہوں نے وقت کا احساس نہ کر کے آئی ہوئی کامیابی کو ناکامی میں بدل لیا تو وہ) خسارے میں رہیں گے کیونکہ انہوں نے (دنیا کی زندگی کی خاطر) اللہ سے اپنی ملاقات کو جھٹلا دیا تھا اور درست و روشن راہ کو اختیار ہی نہیں کیا تھا۔

وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعۡضَ الَّذِىۡ نَعِدُهُمۡ اَوۡ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيۡنَا مَرۡجِعُهُمۡ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيۡدٌ عَلٰى مَا يَفۡعَلُوۡنَ ﴿۴۶﴾

46-اور (جن تباہ کن نتائج سے نوعِ انساں کو آگاہ کیا جارہا ہے تو) چاہے ان کا کوئی حصہ جس کا ہم ان سے وعدہ کررہے ہیں (تمہارے جیتے جی ہی، اے رسولؐ) ان کو دکھا دیں یا تمہاری زندگی کے دن پورے ہونے کے بعد (انہیں دکھا دیں۔ بہرحال) انہیں لوٹنا ہماری طرف ہی ہے۔ (لہٰذا) جو کچھ یہ کرتے جارہے ہیں (اس کے ثبوت کے لئے کسی اور کی گواہی درکار نہیں ہوگی بلکہ) پھر اللہ کی شہادت سامنے آجائے گی (یعنی اللہ کے قوانین کے مطابق تیار ناقابلِ تردید ثبوت سامنے آجائیں گے)۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوۡلُهُمۡ قُضِىَ بَيۡنَهُمۡ بِالۡقِسۡطِ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ﴿۴۷﴾

47-اور (اسی لئے اے نوعِ انساں یاد رکھو کہ) ہر اُمت کے واسطے ایک رسول ہے۔ پھر جب ان کا رسول ان کے پاس آجاتا ہے (تو ان کی ذمہ داریوں اور حقوق کی اٹل حدیں مقرر کردی جاتی ہیں اور اسی بنیاد پر ان کی تباہی یا سرفرازی) کا فیصلہ عدل وانصاف کی رو سے کردیا جاتا ہے اور (اس طرح) ان پر زیادتی و بے انصافی نہیں کی جاتی۔

وَيَقُوۡلُوۡنَ مَتٰى هٰذَا الۡوَعۡدُ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۴۸﴾

48-اور (اے رسولؐ! یہ تم سے) کہتے ہیں! کہ تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب (پورا ہوگا کہ غلط راستے پر چلنے کے نتائج تباہ کن ہوتے ہیں)۔

قُلۡ لَّاۤ اَمۡلِكُ لِنَفۡسِىۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمۡ فَلَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ سَاعَةً وَّلَا يَسۡتَقۡدِمُوۡنَ ﴿۴۹﴾

49-ان سے کہو! کہ (یہ وعدہ کب اور کس طرح سچا ہوگا یہ بتانا میرے اختیار میں نہیں ہے کیونکہ میری حالت تو یہ ہے کہ) میں خود اپنی ذات کے لئے بھی کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا، یہ بھی اللہ کی مرضی کے مطابق ہی ہوتا ہے۔ (البتہ میں یہ ضرور جانتا ہوں کہ اللہ کی مرضی کے قانون کے مطابق اعمال کے نتائج ظاہر ہونے کے لئے) ہر امت کے واسطے ایک وقت مقرر ہے۔ پھر جب وہ وقت آجاتا ہے تو (اس امت کے لوگ) نہ ایک لمحہ کے لئے پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ اَتٰٮكُمۡ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوۡ نَهَارًا مَّاذَا يَسۡتَعۡجِلُ مِنۡهُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۵۰﴾

50-(لہٰذا، ان سے) کہو! کہ ذرا غور کرو کہ اگر تم پر اس کا عذاب رات کو یا دن کو آجائے (تو تمہارے پاس اس سے بچنے کی کیا صورت ہے اور کیا تم نے سوچا کہ) وہ کیا بات ہے جس کے لئے یہ مجرم لوگ اس قدر جلدی مچارہے ہیں؟

(حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ شک میں مبتلا ہیں اس لئے ایسا رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں)۔

اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْئٰنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾

51-(یا) کیا (تم انتظار کر رہے ہو کہ وہ عذاب) جس وقت واقع ہو جائے تو تم اس پر ایمان لے آؤ گے؟ (لیکن اس وقت تو ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور تم سے کہا جائے گا کہ) یہی وہ (تباہی ہے) جس کے لئے تم جلدی مچایا کرتے تھے۔

ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾

52-پھر (اس وقت ان) لوگوں سے جو دوسروں کے حقوق میں کمی کر کے یا ان سے انکار کر کے زیادتی و بے انصافی کیا کرتے تھے ان سے کہہ دیا جائے گا کہ تم ہمیشہ رہنے والے عذاب کا مزہ چکھو کیونکہ جو کچھ تم کماتے رہے ہو اُس کا اِس کے سوا اور کیا بدلہ دیا جا سکتا ہے۔

وَيَسْتَنْۢبِئُوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ۚؔ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۳﴾

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

53-اور (اے رسولؐ) یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں! کہ کیا (ہمیشہ رہنے والے عذاب کی) وہ بات حقیقت پر مبنی ہے؟ ان سے کہہ دو! کہ ہاں! میرے نشو ونما دینے والے کی قسم یقیناً وہ بالکل سچ ہے۔ اور (یاد رکھو کہ) تم کبھی بھی اللہ کو بے بس نہیں کر سکتے (کہ اللہ جو کہتا ہے تم وہ نہ ہونے دو گے)۔

ع 5 13 10

وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾

54-اور (وہ تباہی اس قدر اٹل اور خوفناک ہوگی کہ) ہر ظالم یعنی ہر وہ شخص جو دوسروں کے حقوق میں کمی یا حقوق سے انکار کر کے زیادتی و جبر و تشدد و قتل و غارت گری و بے انصافی کرنے کا مجرم ہوگا تو اگر اس کی ملکیت میں وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے اور وہ اُسے عذاب کے بدلہ میں دے ڈالے (تو پھر بھی وہ اس عذاب سے نہیں بچ سکے گا)۔ اور (یہ ظالم لوگ) جب عذاب کو دیکھیں گے تو اپنی ندامت کو چھپانے کی کوشش کریں گے لیکن ان کے درمیان فیصلہ پورے انصاف کے ساتھ کر دیا جائے گا اور ان کے ساتھ قطعی طور پر زیادتی و بے انصافی نہیں ہوگی۔

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾

55-(کیا یہ لوگ غور نہیں کرتے کہ یہ کس طرح اللہ کو عاجز کر سکتے ہیں؟ کیونکہ، یہ) پورے ہوش و حواس سے سن رکھیں کہ اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (وہ سارے کا سارا) اللہ ہی کا ہے۔

(لہٰذا) خبردار ہو جاؤ! کہ بلاشبہ اللہ کا وعدہ سچ ہو کر رہتا ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ ایسے ہیں جو اس کا علم نہیں رکھتے (اس لئے شک میں مبتلا رہتے ہیں اور اللہ کی باتوں کا انکار کرتے رہتے ہیں)۔

هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾

56-(چنانچہ اے نوعِ انساں! ذرا مزید غور کرو اور زندگی اور موت کی حقیقتوں پر غور کرتے ہوئے پوچھو اپنے آپ سے کہ کیا ایسا نہیں ہے کہ) وہی زندگی عطا کرنے والا ہے اور وہی موت طاری کرنے والا ہے اور تم اسی کی طرف واپس چلتے چلے جا رہے ہو (اس لئے ظلم کرنے والوں کو خبردار رہنا چاہیے کہ وہ اس حقیقت سے بچ نہیں سکیں گے 10/54)۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾

57-(لہٰذا) اے نوعِ انساں! یہ حقیقت ہر شک سے بالاتر ہے کہ تمہارے نشو ونما دینے والے کی طرف سے تمہارے پاس (قرآن کی صورت میں ایک مکمل) سبق آموز آگاہی آ گئی ہے اور یہ (ان تمام بیماریوں اور الجھنوں کے لئے) شفاء ہے جو تمہارے احساسات و جذبات میں پیدا ہوتی ہیں اور یہ اُس درست اور روشن راہ کا پتہ دیتی ہے جو اطمنان بھری منزل کو جاتی ہے اور یہ اہلِ ایمان کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والی ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾

58-(اس لئے اے رسولؐ! ان سے) کہہ دو! کہ (یہ سبق آموز آگاہی صرف) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے باعث (نوعِ انساں) کو عطا ہوئی ہے (ورنہ زندگی کو حسین و متوازن بنانے کے لئے تنہا انسانی عقل یہ رہنمائی فراہم نہیں کر سکتی تھی)۔ اس لئے اس کی خوشیاں مناؤ۔ یہ اس (کائنات کی ساری دولت) سے کہیں بہتر ہے جسے یہ لوگ جمع کرتے رہتے ہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾

59-(لیکن یہ کس قدر غلط انداز ہے کہ بجائے اس نازل کردہ آگاہی سے رہنمائی حاصل کرنے کے یہ اپنی مرضی سے اپنے لئے مجبوریاں و پابندیاں اور رعائتیں بناتے رہتے ہیں۔ اس لئے ان سے) پوچھو! کہ کیا تم نے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے کہ اللہ نے تمہاری زندگی کی نشو ونما کے لئے جو سامان نازل کر رکھا ہے تو تم نے اس میں سے بعض کو حرام اور بعض کو حلال قرار دے دیا ہے۔ پوچھو ان سے! کہ کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی تھی؟ یا تم اپنی طرف سے جھوٹ گھڑ کر اسے اللہ سے منسوب کرتے رہتے ہو؟

وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ؑ ﴿۶۰﴾

60-اور (جن لوگوں کی بے باکی کا یہ عالم ہے کہ قرآن کے احکام وقوانین کو نظر انداز کر کے) اپنی طرف سے فیصلے کرتے رہتے ہیں اور اس جھوٹ کو اللہ سے منسوب کرتے رہتے ہیں تو ان لوگوں نے قیامت کے دن کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ (حالانکہ یہ تو صرف اللہ کے قانونِ مہلت کے مطابق انہیں مہلت ملی ہوئی ہے تا کہ یہ سنور جائیں۔ اور یہ مہلت کا قانون تو) حقیقتاً انسانوں کے لئے اللہ کا خاص فضل ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر ایسے ہیں (جو اس کی قدر نہیں کرتے اور نہ ہی) شکر کرتے ہیں۔

وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۱﴾

61-اور (اللہ کے علم کا تو یہ عالم ہے کہ اے رسولؐ! چاہے) تم کسی حال میں بھی ہو اور اس کی طرف سے کچھ بھی قرآن میں سے (سمجھانے کے لئے) سنا رہے ہوتے ہو اور تم جو بھی عمل کر رہے ہوتے ہو تو ہم برابر گواہی کے طور پر دیکھ رہے ہوتے ہیں جب تم اس میں مصروف ہوتے ہو۔ اور تمہارے نشوونما دینے والے سے ذرہ کے بوجھ برابر بھی نہ کچھ زمین میں پوشیدہ ہے اور نہ آسمان میں اور نہ (ذرہ) سے کوئی چھوٹی چیز اور نہ بڑی (چیز اللہ سے پوشیدہ ہے اور یہ سب کچھ ایک) واضع ضابطۂ قوانین میں ہے (اور اسی کے مطابق سرگرمِ عمل ہے)۔

(**نـــوٹ**: یہ آیت بھی سائنسی اور تحقیقی فکر رکھنے والوں کے لئے آگاہی کے بہت سے راستے کھولنے والی ہے۔ اس میں مثقالِ ذرہ، ولا اصغر، ولا اکبر کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ مثقال کا مادہ (ث ق ل) ہے۔ اور اِس کا بُنیادی مطلب ہے بوجھ یعنی وزن۔ اور ذرہ کائنات کی چھوٹی سے چھوٹی چیز کو کہا جاتا ہے۔ اصغر اُس سے بھی چھوٹی چیز کو یعنی ذرہ سے بھی چھوٹی چیز کو یعنی ایٹم اور ایٹم سے بھی چھوٹی چیز یعنی ایٹم کی قوتیں یا اُن کے بھی اندر قوتیں در قوتیں وغیرہ یہ سب مثقال رکھتی ہیں یعنی وزن رکھتی ہیں۔ اور دوسری طرف لفظ اکبر یعنی بڑی سے بڑی چیز یا قوت یعنی یہاں تک کہ ساری کائنات وزن رکھنے والی ہے مگر یہ سب کُچھ فی کتابِ مبین یعنی ایک واضح نکھرے ہوئے روشن ضابطۂ قوانین کے مطابق ہے۔ مگر یہ سب کُچھ تحقیق در تحقیق کی دعوت دیتا ہے تا کہ محققین اپنی تصیح کرتے رہیں)۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ ۚ

62-(لہٰذا) پورے ہوش وحواس سے سُن رکھو کہ جو اللہ کے ولی ہیں یعنی جو اللہ کے دوست ہیں ان پر نہ مستقبل کا خوف

طاری ہوتا ہے اور نہ ان پر ماضی کے پچھتاوے وغم طاری ہوتے ہیں (کیونکہ وہ اللہ کے واضح قوانین کے مطابق زندگی گزارتے ہیں)۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾

63-(چنانچہ یہ اللہ کے ولی) ایسے لوگ ہوتے ہیں جو ایمان لانے والے ہوتے ہیں یعنی یہ لوگ نازل کردہ سچائیوں واحکام وقوانین کو اختیار کر کے اطمینان دے خوفی کی حالت میں داخل ہو گئے ہوتے ہیں۔اور تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین اختیار کیے رکھتے ہیں۔

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۴﴾

64-ایسے لوگوں کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی (خوشخبری) ہے۔(یادرکھو) اللہ کے ارشادات میں تبدیلی ممکن نہیں (اس لیے جو اللہ کے ولی ہیں انہیں یہ خوشخبریاں مل کے رہیں گی اور) یہی وہ کامیابی و کامرانی ہے(جس کے لئے اہلِ ایمان جدوجہد کرتے رہتے ہیں)۔

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۵﴾

وقف لازم

65-(لہٰذا، اے رسولؐ! تم مخالفین) کی ان باتوں سے غمگین نہ ہو جایا کرو (جن میں انکار وتمسخر ہوتا ہے کیونکہ یہ کونسی قوتوں کے مالک ہیں جو اللہ کے دین پر غالب آجائیں گے اور تمہیں شکست دے دیں گے۔اس لیے کہ) اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ ساری کی ساری قوت وغلبہ تو صرف اللہ کو حاصل ہے اور وہی لامحدود سماعت اور لامحدود علم کا مالک ہے۔

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۶۶﴾

66-(اللہ کے علاوہ کوئی کس طرح قوت وغلبہ کا مالک ہوسکتا ہے کیونکہ اے نوعِ انساں! تم) پورے ہوش وحواس سے سن رکھو! کہ اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے (سب کے سب) اللہ ہی کے ہیں۔اس لئے جو لوگ اللہ کے علاوہ دوسروں کی اطاعت کرتے ہیں اور ان سے دعائیں مانگتے ہیں (تو وہ اللہ کے) شریکوں کی پیروی کرتے ہیں بلکہ وہ صرف وہم وگمان (کے پیچھے پیچھے چل رہے ہوتے ہیں) اور صرف غلط اندازے لگاتے رہتے ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۷﴾

67-(اگر یہ لوگ عقل وبصیرت سے کام لیں تو جان جائیں گے کہ کس طرح ساری کائنات اللہ کے اقتدار کی زنجیروں میں جکڑی چلی جارہی ہے۔ لہٰذا، غور کرو اور دیکھو کہ یہ) وہی اللہ ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تمہارے (لئے دن کے ہنگامے) ساکن ہوجائیں اور دن کو دکھانے والا بنادیا (تاکہ رات کی خاموشی اور اندھیرا ختم ہوجائے)۔ چنانچہ جو قوم (اللہ کی وحی کی بات) سننے والی ہے تو اس کے لئے ان آیات میں یقیناً (بڑی آگاہی ہے)۔

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبۡحٰنَهٗ ؕ هُوَ الۡغَنِىُّ ؕ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ اِنۡ عِنۡدَكُمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍۢ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۸﴾

68-(لیکن جنہوں نے جہالت میں رہنے کا تہیہ کررکھا ہے اور اپنی قیاس آرائیوں کے پیچھے چلنے والے ہیں تو ان میں سے ایسے بھی ہیں جو) یہ کہتے ہیں! کہ اللہ نے بیٹا بنالیا ہے (جو اس کے کاروبار میں اس کی مدد کرتا ہے۔ ان سے کہو! کہ) وہ اس سے بہت بلند ہے (کہ اسے اپنی مدد کے لئے اولاد کی ضرورت ہو کیونکہ) وہ تو محتاج ہی نہیں ہے اس لئے کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کچھ اسی کے لئے ہے۔ (لہٰذا، وہ اللہ جو ایسی عظیم قوتوں کا مالک ہو اسے کسی بیٹے کی کیا ضرورت ہوسکتی ہے۔ اور کہو ان سے کہ) تمہارے پاس اس (بات کی کہ اللہ نے بیٹا بنالیا ہے) کوئی دلیل ہی نہیں۔ (اور یہ بھی کہو ان سے کہ) کیا تم اللہ پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں۔

قُلۡ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَفۡتَرُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ لَا يُفۡلِحُوۡنَ ﴿۶۹﴾

69-(چنانچہ ایسے لوگوں سے) کہہ دو! کہ یہ حقیقت ہے کہ جو لوگ اپنی طرف سے جھوٹ گھڑ کر اللہ سے منسوب کرتے ہیں وہ کبھی کامیاب وکامران نہیں ہوسکیں گے (اور انہیں آخرِ کار نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا)۔

مَتَاعٌ فِى الدُّنۡيَا ثُمَّ اِلَيۡنَا مَرۡجِعُهُمۡ ثُمَّ نُذِيۡقُهُمُ الۡعَذَابَ الشَّدِيۡدَ بِمَا كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ ﴿۷۰﴾ ع

الثلٰثة وقف لازم — ع 7 10 12

70-(اس قسم کے جھوٹے عقیدے رکھنے والوں کو کچھ) دنیاوی فائدے تو حاصل ہوجاتے ہیں لیکن انہیں لوٹ کر آنا تو ہماری ہی طرف ہے پھر ہم انہیں شدید عذاب کا مزہ چکھائیں گے اس کے بدلے میں جو وہ کفر کیا کرتے تھے۔

وَاتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ نُوۡحٍ ۘ اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖ يٰقَوۡمِ اِنۡ كَانَ كَبُرَ عَلَيۡكُمۡ مَّقَامِىۡ وَتَذۡكِيۡرِىۡ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلۡتُ فَاَجۡمِعُوۡۤا اَمۡرَكُمۡ وَشُرَكَآءَكُمۡ ثُمَّ لَا يَكُنۡ اَمۡرُكُمۡ عَلَيۡكُمۡ غُمَّةً ثُمَّ اقۡضُوۡۤا اِلَىَّ وَلَا تُنۡظِرُوۡنِ ﴿۷۱﴾

71-اور (نازل کردہ صداقتوں سے انکار کرنے والے گذری ہوئی قوموں کی حالت پر غور کریں۔ اور اس سلسلے میں، اے رسول ﷺ) انہیں قومِ نوح کی داستان سناؤ جب اس نے اپنی قوم سے کہا! کہ اگر میرا یہاں ٹھہرنا اور تمہیں اللہ کے احکام و

قوانین سے آگاہ کرنا دشوار گزرتا ہے (تو گزرتا رہے۔ مجھے اس کی کوئی پروانہیں کیونکہ) میں نے صرف اللہ پر مکمل بھروسہ کر رکھا ہے۔ لہٰذا، تم اکٹھے ہو کر (میرے خلاف جو) معاملہ کرنا ہے کرلو اور اپنے حمائیتیوں کو بھی بلالو اور اسے اچھی طرح دیکھ بھال لو (کہ میری مخالفت کا کوئی) پہلو رہ نہ جائے، پھر میرے ساتھ جو کرنا ہے کر گذرو اور مجھے قطعاً مہلت نہ دو۔ (مگر یاد رکھو! کہ تم کامیاب ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ میں نے مکمل طور پر اللہ پر بھروسہ کر رکھا ہے)۔

فَاِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ فَمَا سَاَلۡتُكُمۡ مِّنۡ اَجۡرٍ‌ؕ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ‌ۙ وَاُمِرۡتُ اَنۡ اَكُوۡنَ مِنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ ۝

72-(مگر غور کرو کہ جو اللہ کے احکام وقوانین کی تمہیں آگاہی دی جارہی ہے تو یہ صرف تمہارے ہی فائدے کے لئے ہے) لیکن اگر تم منہ پھیر لیتے ہو تو (سوچو کہ) میں نے تم سے کوئی معاوضہ تو نہیں مانگا۔ میرا اجر تو صرف اللہ پر ہے اور مجھے تو (اللہ نے یہ) حکم دے رکھا ہے کہ میں اُن میں سے ہو جاؤں جو اُس کے احکام وقوانین کی اطاعت کے لئے سر تسلیم خم کیے رکھتے ہیں۔

فَكَذَّبُوۡهُ فَنَجَّيۡنٰهُ وَمَنۡ مَّعَهٗ فِى الۡـفُلۡكِ وَجَعَلۡنٰهُمۡ خَلٰٓـئِفَ وَاَغۡرَقۡنَا الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا‌ ۚ فَانْظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُنۡذَرِيۡنَ ۝

73-(یہ تھا وہ اعلان جو نوحؑ نے اپنی قوم کے لوگوں کے سامنے کر دیا) لیکن انہوں نے اسے جھٹلا دیا (اور نوحؑ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے) مگر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو جو کشتی میں تھے (طوفان کے عذاب سے) بچالیا۔ اور ہم نے انہیں (اُن کا) جانشین بنا دیا اور جن لوگوں نے ہمارے احکام وقوانین کو جھٹلایا تھا ہم نے انہیں غرق کر دیا۔ لہٰذا، غور کرو! کہ ان لوگوں کا انجام کیسا ہوا جنہیں غلط راستے پر چلنے کے خوف ناک نتائج سے آگاہ کر دیا گیا تھا (مگر وہ ہدایت کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے رہے)۔

ثُمَّ بَعَثۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوۡمِهِمۡ فَجَآءُوۡهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوۡا لِيُؤۡمِنُوۡا بِمَا كَذَّبُوۡا بِهٖ مِنۡ قَبۡلُ‌ ؕ كَذٰلِكَ نَطۡبَعُ عَلٰى قُلُوۡبِ الۡمُعۡتَدِيۡنَ ۝

74-بہر حال، نوح کے بعد بھی ہم نے قوموں کی طرف رسولوں کو بھیجا جو ان کے پاس واضح دلائل واحکام لے کر آئے تھے۔ (لیکن ان کی حالت یہ تھی کہ) وہ انہیں تسلیم کرنے سے انکار کر دیتے تھے جنہیں وہ پہلے جھٹلا چکے ہوتے تھے۔ چنانچہ ہم بھی اسی طرح حدود فراموش لوگوں کے قلوب یعنی سچائیوں کو تسلیم کرنے والی صلاحیتوں اور جذبوں کو بند کر دیتے ہیں۔

ثُمَّ بَعَثۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ مُّوۡسٰى وَهٰرُوۡنَ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسۡتَكۡبَرُوۡا وَكَانُوۡا قَوۡمًا مُّجۡرِمِيۡنَ ۝

75- پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف واضح دلائل و احکام دے کر بھیجا۔ (لیکن بجائے انہیں تسلیم کرنے کے) وہ تکبر پر اتر آئے کیونکہ وہ مجرموں کی قوم تھی۔

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۶﴾

76- پھر جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق یعنی سچائی کے ثبوت آ گئے تو وہ کہنے لگے! کہ یقیناً یہ تو کھلا جادو ہے۔

قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾

77- موسیٰ نے کہا! کہ تم اس سچائی کے ثبوت کو جسے تمہارے سامنے پیش کر دیا گیا ہے یہ کہتے ہو کہ! یہ جادو ہے۔ حالانکہ جادوگر (یعنی وہ لوگ جو سچائیوں سے محروم باتوں کو اس طرح سچائیوں کی مانند پیش کرتے ہیں کہ وہ عقل پر حاوی ہو جاتی ہیں) تو وہ کبھی حقیقی کامیابی و کامرانی تک نہیں پہنچ سکتے (جبکہ تمہارے سامنے پیش کی گئی سچائیاں کامیاب ہو کر رہیں گی کیونکہ وہ اللہ کی نازل کردہ ہیں)۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِى الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾

78- (موسیٰ نے سچائی کا جو ثبوت پیش کیا تو اسے وہ عقل سے تو رد نہیں کر سکتے تھے، لہٰذا) انہوں نے جواب دیا! کہ کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اس (مسلک) سے ہٹا دو جو ہمارے آباؤ اجداد سے چلا آ رہا ہے اور تم دونوں اس سرزمین میں (ہمارا اقتدار ختم کر کے) اپنی بڑائی یعنی اپنا اقتدار قائم کر دو۔ (یاد رکھو ہم تمہاری چالوں کو بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں) لہٰذا، ہم تمہاری باتوں کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِىْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۷۹﴾

79- چنانچہ فرعون نے حکم دیا! کہ (جہاں جہاں) ماہر جادوگر ہیں ان سب کو میرے پاس لے آؤ۔

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾

80- پھر جب وہ جادوگر آ گئے! تو موسیٰ نے ان سے کہا! کہ تم جو کچھ پیش کرنا چاہتے ہو، اسے پیش کرو۔

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

81- پھر جب وہ (جادوگر اپنا فن) پیش کر چکے تو موسیٰ نے کہا! جو کچھ تم نے پیش کیا ہے (وہ سراسر) جادو ہے۔ (اس لیے) اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ اللہ اسے بہت جلد غلط ثابت کر دے گا کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ جو لوگ

زندگی کا حسن وتوازن بگاڑ کر انسانوں کا امن واطمنان تباہ کرنے والے ہوتے ہیں تو اللہ ان کے کاموں کو سنوارتا نہیں ہے۔

وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾

ع 8 12 13

82- لہٰذا (تم دیکھ لوگے کہ) اللہ اپنے ارشادات سے سچائی کو سچ ثابت کردے گا چاہے مجرموں پر وہ کتنی ہی ناگوار کیوں نہ گزرے۔

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۳﴾

83- (اگرچہ موسیٰ نے اللہ کے حکم سے ان سب کو غلط ثابت کردیا لیکن) اس کے باوجود سوائے موسیٰ کی اپنی قوم کے چند نوجوانوں کے کوئی ایمان نہ لایا کیونکہ وہ لوگ فرعون اور اس کے مال واختیار رکھنے والے لوگوں سے ڈرتے تھے کہ کہیں وہ انہیں کسی مصیبت میں نہ مبتلا کردیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ فرعون اس سرزمین میں بڑا سرکش اور غلبہ رکھنے والا تھا۔ اور یہ بھی حقیقت ہے (کہ وہ سرکشی میں) کسی حد پر بھی رُکنے والا نہیں تھا۔

وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾

84- چنانچہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا! کہ اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اس پر مکمل بھروسہ کرلو (اور ایک بار پھر سن لو کہ) اگر تم مسلمان ہوچکے ہو (یعنی اگر تم نے اللہ کے احکام وقوانین کی اطاعت میں سرِ تسلیم خم کرلیا ہے تو اللہ پر مکمل بھروسہ کرلو)۔

فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾

85- اس پر انہوں نے کہا! کہ ہم نے اللہ پر مکمل بھروسہ کرلیا ہے۔ (اور انہوں نے اللہ سے التجا کی کہ) اے ہمارے نشوونما دینے والے! تو ہمیں ظالم لوگوں کے لئے آزمائش نہ بنا (تاکہ کہیں ایسا نہ ہو وہ ہمیں اپنے ظلم کا نشانہ بنالیں)۔

وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾

86- اور (اے پروردگار) تو ہمیں اپنی رحمت سے کافروں کی قوم سے نجات دلادے!

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾

87- پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کی جانب وحی کی کہ تم دونوں مصر میں ہی اپنی قوم کے لئے گھر مہیا کرلو اور ان گھروں کو مرکز بنا کر صلواۃ قائم کرنے کی تگ ودو کرتے رہو اور جو جو نازل کردہ احکام وقوانین کو تسلیم کرنے والے ہیں انہیں حسین نتائج کی خوشخبری دے دو۔

وَقَالَ مُوسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾

88-اور موسیٰؑ نے کہا! کہ اے ہمارے نشوونما دینے والے! حقیقت یہ ہے کہ تُو نے فرعون اور اس کے مال واختیار رکھنے والے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں حسن وآرائش اور مال ودولت عطا کررکھے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! کیا یہ اس لئے ہے کہ وہ (انسانوں کو) تیری راہ سے ہٹا کر غلط راہ پر ڈال دیا کریں۔ اے ہمارے نشوونما دینے والے (یہ اپنے جس مال ودولت کی وجہ سے انسانوں کی تباہی کا سبب بن رہے ہیں) تُو ان کے وہ مال ودولت تباہ کردے اور جن دلوں سے انہوں نے (انسانیت کو تباہ کرنے کے راستے اختیار کررکھے ہیں) تو انہیں اپنی سخت (گرفت) میں لے لے کیونکہ یہ لوگ تیرے احکام وقوانین کی صداقتوں کو کبھی تسلیم نہیں کریں گے جب تک یہ ایسے الم انگیز عذاب کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں (جس میں میسر آئی ہوئی خوشگواریاں اور سرفرازیاں چھن جاتی ہیں)۔

قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

89-اللہ کا ارشاد ہوا! کہ یقین رکھو کہ تم دونوں (بھائیوں) کی دُعا قبول کرلی گئی (لیکن اس کا پورا ہونا خود تمہاری جدوجہد پر مبنی ہے۔ اس لیے) ثابت قدم رہتے ہوئے قائم رہنا اور ایسے لوگوں کے پیچھے پیچھے مت چلنا جو علم نہیں رکھتے۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۰﴾

90-(بہرحال، موسیٰؑ اور اس کے ساتھیوں کی جاں سوز جدوجہد کا انجام یوں ہوا کہ آخرِ کار بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلا دی گئی) اور ہم بنی اسرائیل کو سمندر سے گذار کرلے گئے۔ پھر فرعون اور اس کے لشکروں نے بڑی سرکشی کے ساتھ ان کا پیچھا کیا تاکہ ان پر ظلم وزیادتی کی جائے۔ (قوت اور سرکشی کے نشے میں وہ اس قدر بدمست ہوگئے کہ فرعون کو یہ بھی اندازہ نہ رہا کہ وہ غرق ہو جائیں گے) حتی کہ جب اسے اپنے غرق ہونے کا ادراک ہوگیا تو وہ پکار اٹھا کہ میں اس کا اقرار کرتا ہوں کہ اُس اللہ کے سوا کسی کا اقتدار نہیں اور کسی کی اطاعت وپرستش نہیں کی جاسکتی جس پر کہ بنی اسرائیل ایمان رکھتے ہیں اور مجھے بھی ان میں شمار کرلیا جائے جو مسلمان ہوگئے (یعنی جنہوں نے نازل کردہ احکام وقوانین کی اطاعت میں سرِتسلیم خم کرلیا)۔

آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۹۱﴾

91-(اللہ کی جانب سے جواب آیا کہ) کیا اب؟ حالانکہ ہر تحقیق گواہ رہے گی کہ تُو اِس سے پہلے نافرمانی ہی کرتا رہا اور تُو

اُن میں شامل رہا جو زندگی کا حسن وتوازن بگاڑ کر انسانوں کے امن واطمنان کو تباہ کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

فَالۡيَوۡمَ نُنَجِّيۡكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوۡنَ لِمَنۡ خَلۡفَكَ اٰيَةً ؕ وَاِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ عَنۡ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوۡنَ ﴿۹۲﴾ ع 9 10 14

92- لہٰذا (اے فرعون) آج کے دن ہم تجھ کو تمہارے بدن سے نجات دے دیں گے تا کہ تُو ان کے لئے جو تیرے بعد آنے والے ہیں ایک نشانی بن کر رہے۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ انسانوں میں اکثر ایسے ہیں کہ جن کے سامنے ہماری سچائیاں ونشانیاں ہوتی ہیں مگر وہ ان نشانیوں سے لاپرواہ اور بے خبر رہتے ہیں۔

وَلَقَدۡ بَوَّاۡنَا بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ مُبَوَّاَ صِدۡقٍ وَّرَزَقۡنٰهُمۡ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ‌ ۚ فَمَا اخۡتَلَفُوۡا حَتّٰى جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ‌ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقۡضِىۡ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فِيۡمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۹۳﴾

93- اور (یہ تو تھی فرعون اور اس کے لشکر کی تباہی کی مختصر داستان مگر) تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ پھر ہم نے بنی اسرائیل کو ایسی جگہ ٹھکانہ دے دیا جہاں صاف ستھرا خرابیوں سے پاک زندگی کی نشوونما کا سامان میسر تھا۔ (یہ تھیں ہماری نعمتیں جن سے انہیں نوازا گیا۔ مگر ان کی حالت یہ رہی کہ) جو کچھ (ان کی طرف نازل ہوتا رہا) وہ اس میں اختلاف ہی کرتے رہے حتیٰ کہ ان کے پاس علم (یعنی قرآن) آ گیا (مگر وہ پھر بھی اختلافات میں پڑے رہے اور اللہ کے احکام کے خلاف کمر بستہ رہے۔ بہر حال) اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ تمہارا پروردگار قیامت کے دن ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا جن (حقیقتوں) میں وہ اختلاف کرتے رہے (کیونکہ انہوں نے فرعون کی تباہی سے کوئی سبق حاصل نہ کیا)۔

فَاِنۡ كُنۡتَ فِىۡ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ فَسۡـئَلِ الَّذِيۡنَ يَقۡرَءُوۡنَ الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكَ‌ ۚ لَقَدۡ جَآءَكَ الۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِيۡنَ ۙ‏ ﴿۹۴﴾

94- لہٰذا، جو کچھ تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اگر تمہیں اس میں شک ہے (کہ کیا یہ واقعی اللہ کی نازل کردہ سچائیاں ہیں یا نہیں) تو ان لوگوں سے پوچھ لو جو تم سے پہلے کتاب کو (یعنی نازل کردہ ضابطۂ ہدایت کی سچائیوں کو) بیان کرنے والے ہیں۔ (وہ یقیناً کہہ اٹھیں گے کہ) اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ تمہاری طرف تمہارے نشوونما دینے والے کی طرف سے حق (یعنی قرآن کی صورت میں صداقتیں وحقیقتیں) آ گئی ہیں۔ اس لئے تمہیں قطعی طور پر ان لوگوں میں سے نہیں ہو جانا چاہیے جو شک وشبہات میں پڑے رہتے ہیں۔

وَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوۡنَ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۹۵﴾

95- (لہٰذا محتاط رہو) اور ان لوگوں میں سے ہرگز نہ ہو جانا جو اللہ کے احکام وقوانین کو (شک وشبے کی بنیاد پر) جھٹلاتے

رہتے ہیں کیونکہ اس طرح تم ان میں سے ہو جاؤ گے (جو قریب آئی ہوئی کامیابی کو شک و شبے کی وجہ سے ناکامی میں بدل کر) خسارے میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾

96- (بہرحال، ایسے تمام دلائل اور سبق سکھانے والے واقعات کے باوجود) یہ حقیقت ہے (کہ جنہوں نے ہٹ دھرمی اور عقل و بصیرت استعمال نہ کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے) ان لوگوں کے بارے میں تمہارے پروردگار کا ارشاد سچ ثابت ہو کر رہتا ہے کہ وہ نازل کردہ سچائیوں و احکام و قوانین کو تسلیم کرنے والے نہیں ہوتے۔

وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۹۷﴾

97- اور (وہ ایمان لانے والے نہیں ہوتے) چاہے ان کے سامنے اللہ کی ساری نشانیاں و سچائیاں آجائیں حتی کہ وہ الم انگیز عذاب کو دیکھ لیں (تب جا کر فرعون کی طرح انہیں سمجھ آتی ہے کہ اللہ جو کہتا ہے وہ سچ ثابت ہو کر رہتا ہے)۔

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾

98- چنانچہ (اس حقیقت کی تصدیق گزری ہوئی عذاب یافتہ قوموں کے واقعات سے ہوتی ہے کہ اُن میں) کوئی بستی ایسی نہیں گزری (جو تباہی کی تنبیہہ سے) ایمان لائی ہو اور اس طرح اپنے ایمان کی نفع بخشیوں سے (فیض یاب ہو کر تباہی سے بچ گئی ہو) سوائے یونس کی قوم کے جو البتہ (عذاب آنے سے پہلے) ایمان لے آئی تو ہم نے اُن سے اُس عذاب کو دُور کر دیا جو انہیں دنیا کی زندگی میں ذلیل کر دیتا۔ اور ہم نے انہیں ایک مدت تک زندگی کی راحتوں و خوشگواریوں سے لطف اندوز ہونے کا موقع فراہم کر دیا۔

(**نوٹ**: یونسؑ: قرآن میں یونسؑ کا ذکر تقریباً چھ مرتبہ آیا ہے۔ چار مرتبہ یونسؑ اور ایک ایک دفعہ ذوالنون اور صاحب الحوت (یعنی مچھلی والا) کے نام سے آیا ہے۔ یونسؑ کا زمانہ 790 ق م ہے جو محمدؐ سے تقریباً 1360 سال پہلے کا ہے۔ یونسؑ فلسطین کے علاقے جنوبی گلیلی کے شہر گاتھ ہیفر سے تعلق رکھتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ یونسؑ کو اللہ کی طرف سے نینویٰ جانے کا حکم ہوا یہ شہر اشوری سلطنت کا اہم مرکزی شہر تھا اور اُس وقت یہ سلطنت عروج پر تھی اور اس کے بادشاہ کا نام پُول تھا۔ یونسؑ جب نینویٰ گئے تو ان کی عمر 28 سال تھی۔ نینویٰ کے لوگ بُت پرست، کافر اور مشرک ہو چکے تھے اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سی برائیوں میں مبتلا ہو گئے تھے۔ یونسؑ کا رشد و ہدایت کا طریقہ یہ تھا کہ وہ فرداً فرداً بھی اور جابجا لوگوں کو جمع کر کے درست راہ کی آگاہی دیتے تھے۔ اس قوم کا مزاج عجیب تھا۔ وہ یونسؑ کو سچا نبی تو مانتی تھی مگر نازل کردہ احکام و قوانین کی تعمیل میں پس و پیش کرتی رہتی تھی۔ یونسؑ نے ان کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا اور آگاہ کیا کہ اگر تم غلط راہ پر قائم رہے تو تمہاری آبادی اس شہر سمیت صفحہ ہستی سے مٹ جائے

گی۔ تحقیق کرنے والے آگاہی دیتے ہیں کہ جب وہ لوگ باز نہ آئے تو وحی کے ذریعے یونسؑ کو آگاہی ہوئی کہ چالیس دن بعد ان پر عذاب نازل ہوگا۔ جب 37 دن گزرے تو یونسؑ نینویٰ شہر سے باہر ایک مقام پہ عذاب کا انتظار کرنے لگے۔ ان تین دنوں میں نینویٰ کے لوگ بہت ڈر گئے اور وہ رو رو کر اور گڑ گڑا کر اللہ سے معافی مانگنے لگ گئے۔ چنانچہ اللہ نے انہیں معاف کیا اور قریب آیا ہوا عذاب ٹل گیا۔ مگر یونسؑ کو وحی کے ذریعے اس کی خبر نہ دی گئی اور جب تین دن تک عذاب نہ آیا تو وہ اللہ سے ناراض ہو کر اس طرف چل دیے جہاں بحرِ اوقیانوس میں عین اس مقام پر جہاں دریائے وادی الکبیر دوشاخہ بنا کر سمندر میں گرتا ہے۔ وہاں کانیں تھیں اور کنعان (فلسطین) کی بڑی کشتیاں ٹین خریدنے کے لئے عموماً وہاں جاتی رہتی تھیں۔ وہاں وہ ایک کشتی میں سوار ہو گئے مگر فوراً ہی ایک طوفان نے اس کشتی کو آلیا۔ کشتی کو ہلکا کرنے کے لئے اور سواروں کو بچانے کے لئے انہوں نے جب سامان تک کو بھی پانی میں پھینک دیا تو اس کے بعد کشتی میں اہلِ اختیار نے فرداً فرداً پوچھنا شروع کیا کہ کون کس مرتبہ کا ہے تاکہ اس لحاظ سے کسی کو سمندر میں پھینکا جا سکے تاکہ کشتی مزید ہلکی ہو۔ پوچھنے پر یونسؑ نے بتایا کہ وہ ہے ایک غلام جو اپنے آقا سے ناراض ہو کر یہاں آ گیا ہے۔ انہوں نے اس پر یونسؑ کو پانی میں پھینک دیا اور ایک بڑی مچھلی نے انہیں نگل لیا۔ مگر مچھلی کے پیٹ میں آپ نے لگاتار اللہ سے معافی مانگی اور نجات کی دعا کی جس کی وجہ سے مچھلی نے انہیں ایک ساحل پر اگل دیا۔ اس کے بعد وہ واپس نینوا آ گئے اور آخر تک وہیں رہے۔ یونسؑ کی قبر موصل کے قریب ہے۔ اس سلسلے میں قرآن میں سورۃ 21 آیات 87,88 میں بھی آگاہی دی گئی ہے)۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۭ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٩﴾

99- اور (اللہ نے ایسا نہیں کیا کہ انسان کو بھی کائنات کی طرح قوانین میں جکڑ دیا ہو کیونکہ) اگر تمہارا نشوونما دینے والا مناسب سمجھتا تو ساری روئے زمین کے تمام کے تمام انسان ایمان لے آتے۔ (لہٰذا، جب اللہ کا قانون یہ ہے کہ کفر اور ایمان کے درمیان کے معاملہ میں انسان اپنی مرضی سے کام لے، 18/29 تو اے رسولؐ) تم انسانوں کو کس طرح مجبور کر سکتے ہو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَي الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٠﴾

100- اور (یہ بھی یاد رکھو کہ) جب تک اللہ کی اجازت نہ ہو کوئی شخص ایمان نہیں لا سکتا (یعنی ایمان لانے کے لئے بھی کوئی شخص تکبر سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں جب چاہوں ایمان لے آؤں بلکہ اس کے لئے بھی اللہ کی بارگاہ میں داخل ہونے کے لئے اللہ ہی سے اجازت کی التجا کرنی پڑتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ) جو لوگ اپنی عقل سے کام نہیں لیتے تو ان پر وہ رجس ڈال دیتا ہے (یعنی وہ لوگ تعصب، اضطراب، ہٹ دھرمی، شکوک اور تنگ نگاہی جیسے ایسے عوامل کی گرفت میں آ جاتے ہیں جو انسانی صلاحیتوں کی نشوونما اور ایمان لانے میں رکاوٹ بنتے ہیں)۔

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠١﴾

101-(لہٰذا، عقل وفکر سے کام لینے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان رجس سے الگ ہو کر جاننے کی کوشش کرے اور اس کے لئے ان سے) کہو! کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسے آنکھیں کھول کر دیکھو (لیکن اس قدر شفاف اور اپنی گواہی آپ دینے والے بے خطا نظام وقوانین کو دیکھنے کے باوجود) جس قوم کے لوگ ایمان لانا ہی نہیں چاہتے تو ان کے لئے اللہ کی نشانیاں جو کسی کی محتاج نہیں (وہ بھی) اور غلط راستے پر چلنے کے خوفناک نتائج کی آ گاہی بھی کافی نہیں ہیں۔

فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

102-بہرحال (جو لوگ اس طرح کی روش اختیار کر لیتے ہیں تو وہ اسی بات کے منتظر رہتے ہیں کہ جب تباہی آئے گی تو دیکھا جائے گا۔ اس لئے) کیا یہ لوگ اُنہی لوگوں جیسے دنوں کا انتظار کر رہے ہیں جو اِن سے پہلے گزر چکے ہیں (اور وہ غلط راستوں پر چلنے کی وجہ سے تباہیوں کا شکار ہو گئے۔ لہٰذا، ان سے) کہہ دو! کہ تم انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں (تا کہ نتائج نکھر کر سامنے آ جائیں)۔

ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ ع 10 11 15

103-(مگر انہیں یاد رکھنا ہوگا کہ جب غلط راستوں پر چلنے کے تباہ کن نتائج سامنے آتے ہیں تو) پھر ہم اپنے رسولوں کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لے آتے ہیں بچا لیا کرتے ہیں۔ اس طرح ہم ثابت کر دیتے ہیں کہ ہم اہلِ ایمان کو اُس (تباہی) سے محفوظ کر لیتے ہیں (جو اہلِ کفر اپنے اعمال کی وجہ سے بھگت رہے ہوتے ہیں)۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۖۚ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۴﴾

104-(اس لئے اے رسولؐ) اعلان کر دو! کہ اے نوعِ انساں! جو نظامِ زندگی مجھ پر نازل ہوا ہے اگر تم اس کے بارے میں ذرا بھی شک میں مبتلا ہو (تو ہوتے رہو) مگر میں سوائے اللہ کے ان کی پرستش و اطاعت نہیں کر سکتا جن کی پرستش و اطاعت تم کرتے ہو اور میں صرف اس اللہ کی پرستش و اطاعت کرتا ہوں جو تمہاری زندگی کے دن پورے کر دیتا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اہلِ ایمان میں سے ہو کر رہوں۔

وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۵﴾

105-اور یہ کہ میں اپنی توجہ کا رخ ہر طرف سے ہٹا کر نازل کردہ نظامِ زندگی پر مرکوز کر لوں اور ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤں۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾

106-اور (یہ بھی حکم دیا گیا ہے) کہ سوائے اللہ کے کسی سے بھی دعا نہ مانگی جائے (کیونکہ سوائے اللہ کے کوئی بھی) تمہیں نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ تمہیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔ (اس آگاہی کے باوجود) اگر تم نے ایسا کیا تو پھر یقیناً اس وقت تم ان میں سے ہو جاؤ گے جو ظلم کرنے والے ہوتے ہیں۔

وَاِنۡ يَّمۡسَسۡكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ‌ۚ وَاِنۡ يُّرِدۡكَ بِخَيۡرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضۡلِهٖ‌ؕ يُصِيۡبُ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ‌ؕ وَهُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ‏ ﴿۱۰۷﴾

107-اور (یہ بھی یاد رکھو کہ) اگر اللہ تمہیں کسی مصیبت میں ڈال دے تو اس کے سوا کوئی اور نہیں جو تمہیں اس سے باہر نکال دے اور اگر وہ تمہیں خیر یعنی آسانی و خوشگواری مہیا کرنے کا ارادہ کر لے تو کوئی ایسا نہیں جو اس کے فضل کو واپس لوٹا سکے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے مناسب سمجھتا ہے اسے (اپنا فضل) پہنچا دیتا ہے۔ اور وہ حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمُ الۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّكُمۡ‌ۚ فَمَنِ اهۡتَدٰى فَاِنَّمَا يَهۡتَدِىۡ لِنَفۡسِهٖ‌ۚ وَمَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا‌ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَيۡكُمۡ بِوَكِيۡلٍؕ‏ ﴿۱۰۸﴾

108-(لہٰذا، اے رسولؐ! یہ) اعلان کر دو! کہ اے نوعِ انساں! اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ تمہارے نشو و نما دینے والے کی طرف سے تمہارے پاس حق آ گیا ہے (یعنی قرآن کی صورت میں حقیقتیں و صداقتیں آ گئی ہیں) چنانچہ جس نے ہدایت کی راہ اختیار کر لی تو یقیناً وہ اپنے ہی نفس کے لئے ہدایت اختیار کرتا ہے اور جو گمراہ ہو گیا تو بس وہ اپنے اوپر ہی گمراہی طاری کرتا ہے اور میں تمہارے اوپر وکیل نہیں ہوں (کہ تمہیں زبردستی راہِ ہدایت پر لا کر تمہارے حق میں بات کروں)۔

وَاتَّبِعۡ مَا يُوۡحٰۤى اِلَيۡكَ وَاصۡبِرۡ حَتّٰى يَحۡكُمَ اللّٰهُ‌ ۖۚ وَهُوَ خَيۡرُ الۡحٰكِمِيۡنَ ﴿۱۰۹﴾

ع 11 6 16

109-اور (اے رسولؐ) تم اسی کی پیروی کرو جو تمہاری طرف وحی کی جاتی ہے اور ثابت قدمی سے ڈٹے رہو حتیٰ کہ اللہ کا فیصلہ آ جائے کیونکہ وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔